© rasailojaraid.com

منت، برطانیہ کی سماجت، فرانس کو درخواست، روس کو عرضی لکھنا، جرمن اور آسٹریلیا اور جاپان سے امن و آشتی اور سالمیت کی گڑ گڑا کر بھیک مانگنا اور ان سب خونی بھیڑیوں کے اشارے پر مہاراجہ اشوک کے بعد سب سے بڑی بت پرست سلطنت ہندوستان کے مشرک سربراہ واجپائی کے حضور گھٹنے ٹیک کر معذرت کرنا، اس سے گزشتہ کوتاہیوں کی معافی چاہنا اور آئندہ کیلئے ''معاملات من وتو'' درست رکھنے کی یقین دہانی کرانا یہ سب کچھ آخر کیا پیغامات ہیں۔ کون سے سندیسے ہیں اور کس طرح کے خفی و جلی لہرئیے ہیں۔ تاریخ کے طالب علم جانتے ہیں کہ کیا کچھ ہو چکا ہے، کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے؟ وکیل صاحب تاریخ عالم گواہ ہے جو نظریہ عوام کی پسند اور ناپسند کا خیال رکھے وہ بانجھ ہوتا ہے۔ اسلام بانجھ نہیں۔ الحمدللہ یہ عصیاں بکف معاشروں کی متابعت اور مطابقت میں ہرگز نہیں چلا بلکہ انہیں اپنے فطری اور آفاقی اصول وضوابط کے مطابق ڈھال کر دنیا میں ایک زبردست انقلاب برپا کر دیا ہے۔ جس کی صدائے بازگشت کے فیضان صحبت اور برکاتِ نگہ کرم سے پلک کی ایک جھپکتی میں معلّمین اور اک حقیقت بن کر نام نہاد تہذیبی فرزندوں کو درسِ حق دینے لگے۔ شورش کاشمیریؒ نے کیا خوب کہا تھا۔

اونٹوں کے چرانے والوں نے اُس شخص کی صحبت میں رہ کر
قیصر کے تبختر کو روندا، کسریٰ کا گریباں چاک کیا

میں آپ کو قرآن پاک و حدیث رسول ﷺ کے حوالے پیش نہیں کروں گا۔ آپ تو ان کو مانتے ہی نہیں۔ انہیں قابل اعتنا ہی نہیں سمجھتے۔ آپ تو ملک کی سودی معیشت بچانے کیلئے اسلامائزیشن سے انکار کرتے ہیں۔ ملکی قوانین معیشت یا دیگر ضوابط کی اسلامائزیشن آپ کی ترجیحات میں شامل ہی نہیں جبکہ اسلام اپنے بابرکت احکامات، قوانین، حدود اور تصریحات کے ذریعے خیرالامت کے افراد پیدا کرتا اور ہر دور میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ حالات کی ہر کروٹ گواہی دے رہی ہے کہ جنرل مشرف، ان کے رفقاء اور وکیل صاحب خود آپ ایسے افراد کی پیدائش و افزائش اور فراوانی بالکل نہیں چاہتے۔ اس طرز بود وماند سے گریز پائی کا یہ نابکار رویہ آپ سب کے کسی اندرونی خوف کا عکاس ہے۔ جس کا آپ کھل کر اظہار آج تک نہیں کر پائے۔ غور کیجیے! اسلامائزیشن کی شرائط بھی وہی ہیں جو فتح کے وقت عرب سرداروں نے حضور ﷺ کی بارگاہِ قدس میں پیش کی تھیں اور حضور اقدس ﷺ نے انہیں بیک جنبش لب مکمل طور پر مسترد کر دیا تھا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ آپ لوگ وطن عزیز میں بہترین انسان سازی کا عمل روک رہے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ یہاں انسان سازی نہ ہو سکے اور دو ٹانگوں والے جانوروں کی بہتات ہو جو دینی جماعتوں کو ووٹ نہ دیں، جو فلسطینیوں پر مظالم دیکھ کر پریشان خاطر نہ ہوں، افغانوں کے خونِ ناحق کے سیل رواں پر مضطرب نہ ہوں، کشمیری مسلمانوں کی نسل کشی سے ان کی آنکھیں نم نہ ہوں۔ چیچنیا کے مردان حر کی روز افزوں شہادتوں سے ان کے دلوں میں گداز پیدا نہ ہو، وہ کردار کے مفلس، دعوت کے قلاش اور عزیمت سے بے بہرہ ہوں تو گیلانی صاحب! اس پر انا للہ پڑھی جا سکتی ہے۔ بقول کسے

''انگلیاں فگار اپنی، خامہ خونچکاں اپنا''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محمد عمر فاروق

خود فریبی

غداریوں کا موسم ہے، سازشوں کے طوفان ہیں۔لیکن دل ہے کہ پھر بھی شاداں ہے، مطمئن ہے۔ کشمیر ۵۴ سال سے غلامی کی آگ میں سلگ رہا ہے کبھی تقسیم پنجاب کے مرحلے پر باؤنڈری کمیشن کے بعض بے وفاؤں (قادیانیوں) نے جھوٹی نبوت کے مسکن کو بچانے کی خاطر اسے پاک سرزمین میں شامل نہ ہونے دیا۔کبھی ۱۹۴۸ء میں سرینگر تک قبضہ کر لینے کے بعد بھی ہندو مہاشوں کی خوشی کے لئے پسپائی اور دستبرداری اختیار کر لی گئی۔کبھی اس جنت ارضی کو معاہدوں کی رنگینیوں میں گم ہو کر مذاکرات کی میز پر ہار دینے کی روایتیں قائم کی گئیں۔کل تک ''الماتے'' میں اپنی کامیابیوں کے ڈھول پیٹے جا رہے تھے کہ اب قوم کو جنگ ٹلنے کی خوشخبری سنائی جا رہی ہے۔اضطراب کی لہر ہے کہ تھمنے میں نہیں آتی۔موجودہ حکمرانوں نے نواز شریف کو تخت اقتدار سے ہٹانے کے فوراً بعد ارشاد فرمایا تھا کہ ''کشمیر پر مذاکرات نہیں کیے جائینگے'' لیکن دیگر امور سمیت اب کشمیر میں دراندازیاں نہ کرنے کے وعدے کر لیے گئے ہیں۔آخر پینترا کیوں بدلا گیا؟ رمزفیلڈ اور آرمیٹج کے ایک ہی دورے نے پاکستان کے مضبوط مؤقف کا جو حشر کیا۔ایسی رسوائی کے تصور ہی سے روح کانپ اٹھتی ہے۔ایسی بلندی اور پھر ایسی پستی ....الامان والحفیظ۔

واجپائی جنگ جیت جانے کے بھاشن دے رہے ہیں۔نوابزادہ نصر اللہ خان، قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمٰن ، راجہ ظفر الحق اور مولانا شاہ احمد نورانی جیسے سیاستدان مسئلہ کشمیر پر کیے گئے درون خانہ وعدوں اور یقین دہانیوں کو ملک و قوم اور کشمیریوں کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دے رہے ہیں۔کیا ۸۰ ہزار مجاہدین کا خونِ بے گناہ رائیگاں چلا گیا؟ عزتوں اور عصمتوں کو قربان کرنے والی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی بلند ہوتی آہ و پکار پر کیا اب کوئی بھی مسلمان دستِ ستمگر کو توڑنے کے لئے کوچہ قاتل کا رُخ نہیں کر سکے گا؟ ''جہاد اصغر اور جہاد اکبر'' کے فلسفیوں نے کیا کشمیر کے جہادِ آزادی میں ڈیڈ لاک پیدا نہیں کر دیا؟ حکومت کے ایوانوں میں سے کون ایسا سُو رہا ہے! جو مضطرب دلوں سے اٹھنے والے ان سوالات کا جواب دے اور قوم کو حقائق سے آگاہی بخشے۔قوم کو اعتماد میں لیے بغیر کیے جانے والے ایسے فیصلے میزائلوں اور ایٹمی ہتھیاروں سے بھی کہیں زیادہ تباہ کن ہوا کرتے ہیں اور ملک و قوم اب مزید کسی زخم کھانے کی متحمل نہیں ہے۔

سیاستدانوں کا یہ اعتراض بالکل بجا ہے کہ جنگ کے اس ماحول میں واجپائی کو مذاکرات کی پیشکش کی جاسکتی ہے تو قوم و ملک پر طاری اس نازک گھڑی میں سیاسی رہنماؤں سے قومی اور ملکی معاملات پر مذاکرات کیوں نہیں کیے جاتے؟ بھارت اگر سرحد پر فوجیں لے آیا ہے تو اس سے پہلے اس نے اپنی قوم کو جنگی لحاظ سے تیار بھی کیا ہے اور قوم کا مورال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلند کرنے کے بعد ہی وہاں جنگی ٹیکس لگایا گیا ہے۔لیکن ہم نے افغانستان کا معاملہ ہو یا کشمیر کا مسئلہ، کبھی بھی قوم کو اصل حقائق سے آگاہ نہیں کیا۔جس کا نتیجہ ہمیشہ قومی خلفشار کی صورت میں نکلا ہے۔جنگ بذاتِ خود اچھی چیز نہیں ہے۔لیکن قومی وقار اور دینی و ملی غیرت بھی کسی شے کا نام ہے۔جب دشمن سر پر آ پہنچے تو نفع و نقصان کے حساب کی بجائے جسم و جاں لٹائے جاتے ہیں۔مگر اب تو یہ بھید قوم پر کھولا جائے کہ ہم جس سُپر پاور پر تکیہ کر کے کشمیر پر یُوٹرن لے رہے ہیں۔اس نے ۱۹۶۵ء کی جنگ اور ۱۹۷۱ء کے معرکے میں ہمارے ساتھ کیسا سلوک روا رکھا ہے۔وہ سامراجی قوت جس نے ہمارے اندھے تعاون کے سہارے پر افغانستان کی مسلمان مملکت کو تاراج کر کے دنیا بھر کے مسلمانوں کو دہشت گردی کے الزام سے مطعون کیا۔آج وہی ظالم کفریہ ایٹمی قوت ہمارے ملک میں ہی ایف بی آئی کے پچاس سے زائد دفاتر قائم کر کے ایک راسخ العقیدہ مسلمان کی سرکوبی کے درپے ہے۔ہمارے نیوکلیئر ہتھیار جس کے نشانے پر ہیں اور ہماری ملکی آزادی اور خودمختاری کو جو اپنی مٹھی میں قید کر لینے کے لیے پا بہ رکاب ہے۔اسی دشمنِ جان و ایماں کو ہم نے اپنا ثالث اور حاکم مانا ہے ہاں اُسی کو جس کی بدولت ہماری مشرقی و مغربی سرحدیں شاید خطرے سے دوچار ہو چکی ہیں اور جس کی سرپرستی ہی میں اسرائیل ہمارے دشمنوں کے ذریعے ہماری سرحد پر حملہ زن ہونے کے لیے تیار کھڑا ہے۔

لیڈروں کے ذاتی مفادات اور وقتی مصلحتیں ہمیشہ قوموں کی تباہی کا باعث ہوا کرتے ہیں۔جب کشمیر حاصل کر لینے کے بعد فائر بندی قبول کی گئی تو یہ بڑا جانکنی کا مرحلہ تھا۔سچ فرمایا تھا، ۱۹۴۹ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (اللہ اس مردِ جلیل کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل کرے) کہ:

''عزیزو! خدا جانے اب آپ کس کشمیر کو لینے کے ارادے کر رہے ہیں؟ یا کس کشمیر کے متعلق سوچتے ہیں؟ ورنہ وہ کشمیر جو زمین پر جنت کا نشان ہے۔جس کے متعلق میری رائے ہے کہ پروردگارِ عالم نے آسمانوں پر اپنی موجودگی میں تیار کرا کے اسے زمین پر اُتارا اور وہ جنت کا ایک ٹکڑا ہے۔اس جنت ارضی میں اب نہیں بلکہ ۱۹۳۱ء سے مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے۔اس زمانے میں ہم احرار نے اسی کشمیر کے متعلق مسلمانوں سے بات کہی تھی۔لیکن اس وقت کے رئیس مسلمانوں نے جن کا دخل فرنگی ایوانوں میں تھا۔ہماری بات نہ سُنی۔احرار کی تحریک پر آزادیٔ کشمیر کے لیے چالیس ہزار مسلمان قید ہوئے اور بائیس نوجوانوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔تب ہماری بات مان لی ہوتی تو آج کشمیر کا نقشہ یوں نہ ہوتا۔

اب آپ بھی سُن لیں اور چودھری صاحب بھی! (کشمیری رہنما چودھری غلام عباس مرحوم) کشمیر تو آپ اپنے ہاتھ سے دے چکے۔اگر فائر بندی نہ ہوتی تو ممکن ہے کہ کوئی بات بن جاتی۔میری بات لکھ رکھو کہ فرنگی اور ہندو اب کسی صورت میں بھی آپ کو کشمیر نہیں دینا چاہتے۔ہاں البتہ کبھی فرنگی کو ضرورت ہو کہ وہ اس فساد کو مستقل ختم کرنا چاہے تو ممکن ہے کہ اس کا کچھ حصہ آپ کے پاس آ جائے''

آج سامراج کشمیر پر اپنے تسلط کی فکر میں غلطاں ہے اور ہم غیر محسوس طریقے سے اپنے آپ کو اس کے چنگل میں

© rasailojaraid.com